Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 65-77

تفسیر شوکانی میں علوم القرآن سے متعلق استنباطات کی نوعیت: تجزیاتی مطالعہ

Nature of Inferences Pertaining to the Qur'ānic Sciences in Tafseer Shaukani: Analytical Study

Mehfooz Ahmad BHatti

Lecturer, Department of Islamic Studies, Government Graduate College of Science Wahdat Road, Lahore

Email: mehfooz.bhatti86@gmail.com

KEYWORDS

Al-Shaukani, Islamic scholar, Islamic Jurisprudence, interpreter of the Holy Quran, Fath-ul-Qadeer, Traditional and Rational methods, sayings of Allah Almighty, Inferences.

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

Imam Muhammad Bin Ali Al-Shaukani was an eminent Islamic scholar of 13th century AH. There are many books on Islamic learning like Hadith, Tafseer and Islamic Jurisprudence to his credit. He was not only the interpreter of the Holy Quran and Hadith but also a learned jurist. He has penned a commentary of the Holy Quran named "Fath-ul-Qadeer Al-jame Baina Fannay Al-Rewaya wa Al-Diraya Min Elm Al-Tafseer". According to Imam Shaukani, he has adopted both the Traditional and Rational methods in his Tafseer, which make it a masterpiece of tafseer literature. Imam Shaukani, while interpreting the verses of the holy Quran, has drawn many inferences regarding the scienses of the Quran from meanings of the sayings of Allah Almighty. So, in this research paper, a humble effort has been made to present some examples in this regard.

تعارف(Introduction)

قرآن مجید ہی انسانیت کے پاس واحد صحیفہ آسمانی ہے جس سے منشائے الٰہی کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اپنے مخاطبین کو قراءت اور قرآن فہمی کے مختلف وسائل کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ قرآنی آیات میں مسلسل غور و فکر اور تدبر و تفحص کے نتیجے میں اس کے حکیمانہ نکات سمجھ میں آتے ہیں۔ یہی نکات انوارِ الٰہیہ ہیں جن کی روشنی میں تعمیر کردار اور استحکام سیرت کے لوازم میسر آتے ہیں۔ فکر و تدبر کے نتیجے میں حکمت کا جوہر میسر آتا ہے جو قرآن مجید کے مطالعے کا سب سے بڑا حاصل ہے۔ قرآن کے معانی و مطالب کو اس کی جامعیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے بیان کر دیا۔ اور آپ کی یہ قرآنی تشریح و تفسیر احادیث میں پورے شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی معلمانہ حکمت عملی سے قرآن مجید کی اس بصیرت کو صحابہ کے سامنے بیان کیا، جن کے حلقوں سے تابعین اور مابعد کے طبقات نے سیکھا جس کے نتیجے میں ہر دور میں قرآن حکیم کی مختلف زبانوں میں روایت و درایت کے اعتبار سے تفسیر کے عظیم شاہکار منصۂ شہود پر نظر آئے۔ جن میں سے ایک امام شوکانیؒ کی تفسیر "فتح القدیر" ہے، اس کے مصنف "امام محمد بن علی شوکانیؒ(م1834ء) ماضی قریب میں ایک جلیل القدر امام کے طور پر تسلیم کیے گئے ہیں۔ آپ کی مختلف النوع تصانیف کے پیشِ نظر کہا جاسکتا ہے کہ آپ مفسرِ قرآن، محدث، فقیہہ، مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ اصولی بھی ہیں۔ جس کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ امام شوکانیؒ نے تفسیرِ قرآن کے باب میں "فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر " کے نام سے عظیم الشان علمی ورثہ چھوڑا ہے اور امام موصوفؒ نے اس میں روایتی اور درایتی طریقۂ تفسیر اختیار کیا ہے۔

امام شوکانیؒ نے اپنی تفسیر میں قرآنی آیات سے مختلف موضوعات سے متعلق استنباطات پیش کیے ہیں مثلاً علوم القران، اصول فقہ اور عقیدہ وغیرہ۔ اس سے امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وسعت علمی اور فہم کی دقت و گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ اس مقالہ میں امام شوکانی نے علوم القرآن سے متعلق جو استنباطات کیے ہیں ان کے نظائر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تفسیر شوکانی میں سب سے زیادہ استنباطات علوم القرآن سے تعلق رکھتے ہیں اور علوم القرآن کی تین اقسام سے متعلق استنباطات اس تفسیر میں آئے ہیں یعنی مناسبات، قصص قرآنی اور الفاظ کا تکرار۔ تفسیر فتح القدیر میں ان کی تعداد بھی اسی ترتیب کے ساتھ ہے یعنی سب سے زیادہ استنباطات کا تعلق پہلی قسم سے اس کے بعد دوسری اور تیسری قسم سے ہے۔

پہلی قسم: مناسبات سے متعلق استنباطات

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے داخلی وخارجی مناسبات کا خیال رکھا ہے اسی وجہ سے مناسبات کے حوالے سے استنباطات میں تنوع نظر آتا ہے۔ داخلی سے مراد سورۃ کے اندر پائی جانے والی مناسبات ہیں۔ اور خارجی سے مراد بین السور مناسبت ہے۔

(الف) داخلی مناسبات سے متعلق استنباطات

1- لفظی مناسبت

اس کی مثال یہ ہے کہ سیدنا ہارون علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنے بھائی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے " یاابن ام " کہا ہے۔ الفاظ قرآن ملاحظہ ہوں: "وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ "[1] ترجمہ: "اور جب موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟ کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کرلی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے۔ ہارون (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے ماں جائے ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کرڈالیں تو تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالموں کے ذیل میں مت شمار کرو۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: " وإنما قال {ابْنَ أُمَّ} مع كونه أخاه من أبيه وأمه؛ لأنها كلمة لين وعطف، ولأنها كانت كما قيل مؤمنة"[2] کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا ہارون علیہ السلام کے سگے بھائی تھے مگر جب انہوں نے ایک موقع پر اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کو پکارنا تھا تو " یابن ام " کہا۔ یہ اس لیے کہ ان الفاظ سے نرمی کا اظہار ہوتا ہے یاماں کا شاید اس لیے ذکر کیا کہ وہ مومنہ تھیں۔

2- اختتام آیت کی مناسبت

فرمان الٰہی ہے: "وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ "[3] ترجمہ: " اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔"

اس آیت کے آخر پر اسمائے الٰہی میں سے "رءوف" آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مفسر شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں:

"ووجه ذكر الر أفة هنا أنه أوجب عليهم ما أوجبه؛ ليجازيهم، ويثيبهم عليه، فكان ذلك ر أفة بهم، ولطفا لهم"[4]

کہ اللہ تعالی نے بندوں کو جن واجبات کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انھیں ان اعمال کے کرنے پر جزاو ثواب عطا کرنا چاہتا ہے جو دراصل اس کی رافت ورحمت کا اظہار ہو گا۔

3-ایک آیت کے اجزاء کے درمیان مناسبت

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:"هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ "[5]

ترجمہ:"وہی ہے جو تمہیں اپنی (نشانیاں) دکھلاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتے ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین شوکانی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:"وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا} **يعني المطر فإنه سبب الأرزاق، جمع سبحانه بين إظهار الآيات و إنزال الأرزاق؛ لأن بإظهار الآيات قوام الأديان وبالأرزاق قوام الأبدان"**[6] کہ آسمان سے رزق حاصل کرنے کا مطلب ہے بارش کا نزول کیونکہ بالآخر یہ بارش ہی رزق کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہاں اللہ سبحانہ وتعالی نے پہلے اظہار آیات کا ذکر کیا اور پھر نزول رزق کا ذکر کیا اور ان دونوں کو یہاں ایک ساتھ اکٹھے ذکر کرنے کی غالبا وجہ یہ ہے کہ اظہار آیات (یعنی اپنی قدرت کی نشانیاں) سے عقیدہ و دین قائم ہوتا ہے اور رزق سے جسم وجان کا قیام ہوتا ہے۔

4۔دو آیتوں کے درمیان مناسبت

فرمان الٰہی ہے: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"[7] ترجمہ:"جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور دیں گے۔پس جب تو قرآن پڑھے تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کر۔"

یہاں پہلی آیت میں عمل صالح اور اس پر ملنے والی جزائے حسن کا ذکر ہے اور پھر اس کے فوری بعد استعاذہ کا ذکر ہے جو اعمال صالحہ کو شیطانی وساوس سے بچانے کا باعث بنتا ہے۔ امام شوکانی کی ذہانت نے اس نکتے کو بھانپتے ہوئے اسے اپنی تفسیر میں بایں الفاظ نقل کیا ہے:

"ثم لما ذكر سبحانه العمل الصالح والجزاء عليه أتبعه بذكر الاستعاذة التي تخلص بها الأعمال الصالحة عن الوساوس الشيطانية، فقال: فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"[8]

جب اللہ سبحانہ نے عمل صالح اور اس پر ملنے والی جزا کا ذکر کیا تو پھر اس کے بعد اس سے استفادہ کا ذکر فوری بعد کیا جو اعمال صالحہ کو شیطانی وساوس کے اثرات سے محفوظ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ لہذا فرمایا: پس جب تو قرآن پڑھے تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کر۔

5۔ دو آیتوں کے درمیان مناسبت

اہل ایمان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتے ہیں: " الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ "[9] ترجمہ: "وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے وہ بڑا ہی سننے والا ہے۔"

جانوروں کے حالات پر غور و فکر کریں تو اس سے صبر و توکل کے اختیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ لہذا ان آیات کی تفسیر کے ضمن میں مفسّر شوکانی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:" **ثم وصف هؤلاء العاملين فقال: {الَّذِينَ صَبَرُوا} على مشاق التكليف وعلى أذية المشركين لهم، ويجوز أن يكون منصوبا على المدح ... ثم ذكر سبحانه ما يعين على الصبر والتوكل، وهو النظر في حال الدواب. فقال: {وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ} ... ومعنى لا تحمل رزقها: لا تطيق حمل رزقها لضعفها ولا تدخره وإنما يرزقها الله من فضله ويرزقكم، فكيف لا يتوكلون على الله مع قوتهم وقدرتهم على أسباب العيش كتوكلها على الله مع ضعفها وعجزها۔**"[10] اللہ نے اعمال صالح انجام دینے والے مومنوں کے بارے میں میں فرمایا کہ وہ مشرکین کی جانب سے پہنچنے والی اذیتوں پر اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی وجہ سے پہنچنے والی مشقتوں پر صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اللہ نے جانوروں کے حالات کا ذکر کیا ہے جن پر غور و فکر کرنے سے صبر و توکل اختیار کرنے میں مدد ملتی ہے ہے لہذا فرمایا:" وَكَأَيِّن

مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ "یہاں" لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا" کا مطلب ہے کہ وہ جانور اپنی جسمانی کمزوری کی وجہ سے اپنا رزق اٹھا نہیں سکتے اور نہ ہی وہاں سے ذخیرہ کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ انہیں اپنے فضل سے نوازتے ہیں۔لہذا وہ اہلِ ایمان جو انسان ہیں اور اسباب زندگی کے حوالے سے قوت و طاقت بھی رکھتے ہیں تو وہ اللہ پر ان کمزور اور عاجز جانوروں کی طرح اللہ پر توکل اور اعتماد کیوں نہ کریں گے۔

کئی آیات کے درمیان مناسبت کی بنیاد پر استنباط

فرمان الٰہی ہے:" وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا "[11] ترجمہ:"تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے۔"

اس آیت کی ما قبل آیات سے کیا مناسبت ہے اس حوالے سے امام شوکانی لکھتے ہیں:" **لما ذكر سبحانه في هذه السورة الإحسان إلى النساء، وإيصال صدقاتهن إليهن، وميراثهن مع الرجال ذكر التغليظ عليهن فيما يأتين به من الفاحشة؛ لئلا يتوهمن أنه يسوغ لهن ترك التعفف۔**"[12] کہ گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے احسان کرنے یعنی حسن سلوک سے پیش آنے ،انہیں حق مہر دینے اور مردوں کے ساتھ ساتھ انہیں بھی وراثت سے حصہ دینے کا حکم دیا ہے۔اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ ان عورتوں میں سے جو فاحشہ کا ارتکاب کریں تو انہیں مذکورہ سزا دی جائے۔یہ اس لئے تاکہ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ وہ ترک عفت یعنی بدکاری کو اختیار کر سکتی ہیں۔

مقسم اور مقسم بہ کے درمیان مناسبت

فرمان الٰہی ہے:"وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ "[13]ترجمہ:"قسم ہے راہوں والے آسمان کی۔یقیناً تم مختلف بات میں پڑے ہوئے ہو۔"

امام شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

" (إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُخْتَلِفٍ) هذا جواب القسم بالسماء ذات الحبك، أي أنكم يا أهل مكة لفي قول مختلف متناقض في محمد -صلى الله عليه وسلم- بعضكم يقول: إنه شاعر، وبعضكم يقول: إنه ساحر، وبعضكم يقول: إنه مجنون. ووجه تخصيص القسم بالسماء المتصفة بتلك الصفة؛ تشبيه أقوالهم في اختلافها باختلاف طرائق السماء"[14]

یہاں پہلی آیت میں اللہ نے قسم اٹھائی ہے اور کہا ہے کہ راستوں والے آسمان کی قسم اور پھر دوسری آیت میں جواب قسم ہے یعنی قسم اٹھانے کے بعد فرمایا ہے کہ اے اہل مکہ! تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں متضاد آراء و خیالات کے حامل ہو۔ تم میں سے سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں بعض جادوگر اور بعض آپ کو مجنون و دیوانہ کہہ رہے ہیں۔ یہاں قسم اور جواب قسم میں گویا ایک مناسبت ہے یعنی اللہ فرمارہے ہیں جیسے آسمان کے راستے مختلف ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہاری آراء مختلف ہیں۔

سورۃ کے اختتام کی سورۃ کے آخری موضوع سے مناسبت

سورۃالمؤمنون کا اختتام ان الفاظ کے ساتھ ہوا ہے: " وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ "[15] جبکہ مضامین سورۃ پر نظر ڈالیں تو آخری مضمون موت اور قیامت نظر آتا ہے جو ان آیات میں بیان ہوا ہے: "حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ[16]"

چنانچہ امام شوکانی نے بھی سورۃ کے اختتامی کلمات کی سورۃ کے آخری موضوع سے مناسبت کا ذکر کیا ہے کہ اللہ سبحانہ نے آخری آیت میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت و رحمت طلب کرنے کا حکم دیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی امت بھی آپ کی اقتدا میں ایسا ہی کرے ایک قول یہ ہے کہ یہاں آپ علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنی امت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اللہ کے ارحم الرحمین ہونے کا بیان پیچھے گزر چکا ہے اس آخری آیت کا ماقبل سے تعلق یہ ہے کہ جب سب سے پہلے اللہ نے کفار کے احوال (انجام وغیرہ) کو بیان کیا ہے تو آخر پر اللہ نے حکم دیا کہ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے ہوئے اس سے اس کی رحمت و مغفرت کا سوال کیا جائے۔ امام شوکانی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

" ثم ختم هذه السورة بتعليم رسوله -صلى الله عليه وسلم- أن يدعوه بالمغفرة والرحمة، فقال(وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ أَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ) أمره سبحانه بالاستغفار لتقتدي به أمته. وقيل: أمره بالاستغفار لأمته. وقد تقدم بيان كونه أرحم الراحمين. ووجه اتصال هذا بما قبله أنه سبحانه لما شرح أحوال الكفار أمر بالانقطاع إليه، والالتجاء إلى غفر انه ورحمته ـ"[17]

سورتوں کے درمیان مناسبت کی بنیاد

اس کی مثال میں سورۃ الانبیاء کے اختتام کی سورۃ الحج کی ابتدا کے ساتھ مناسبت کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مفسر شوکانی لکھتے ہیں: **" لما انجر الكلام في خاتمة السورة المتقدمة إلى ذكر الإعادة وما قبلها وما بعدها؛**

بدأ سبحانه في هذه السورة بذكر القيامة، وأهوالها؛ حثا على التقوى التي هي أنفع زاد فقال: {يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ." [18] کہ سورۃ الانبیاء کے آخر پر قیامت، اس کے ما قبل اور مابعد کے حالات کو بیان کیا گیا ہے لہٰذا اسی طرح سورۃ الحج کی ابتدا میں بھی قیامت برپا ہونے کے ہولناک مناظر کو اس لیے بیان کیا گیا ہے تا کہ ان میں تقویٰ اختیار کرنے کا شوق پیدا ہو جو کہ دراصل زاد آخرت میں سے سب سے زیادہ نفع مند ہے۔

دوسری قسم: قصص قرآنی سے متعلق استنباطات

امام شوکانی نے قصص قرآنی کے ضمن میں بہت زیادہ استنباطات کیے ہیں۔ علوم القرآن کے حوالے سے امام شوکانی کے یہ استنباطات تعداد میں دوسرے نمبر پر آتے ہیں۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال اول: اللہ تعالیٰ نے مومنینِ موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے بتایا ہے کہ ایک موقع پر انہوں نے بایں الفاظ دعا کی: "عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ " [19] یہاں ان اہل ایمان نے اپنی جانوں کی سلامتی پر اپنے دین کے معاملے کو فوقیت دی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

> " ولما قدموا التضرع إلى الله سبحانه في أن يصون دينهم عن الفساد أتبعوه بسؤال عصمة أنفسهم فقالوا: (وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ) وفي هذا دليل على أنه كان لهم اهتمام بأمر الدين فوق اهتمامهم بسلامة أنفسهم۔" [20]

کہ ان اہل ایمان نے اللہ سے دعا کرتے ہوئے پہلے اپنے ایمان کے بچانے کا ذکر کیا اور پھر اس کے بعد اپنی جانوں کے تحفظ کی دعا کی ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ ان لوگوں نے ایمان کو زیادہ اہمیت دی ہے۔

مثال دوم: سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ سیدنا زکریا علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: " قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا "[21] جبکہ سورۃ آل عمران میں فرمایا: "قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ "[22] ان دونوں آیات کے ملا کر پڑھنے سمجھنے سے معلوم ہوا کہ سیدنا زکریا علیہ سلام کے لیے لوگوں سے کلام نہ کرنے کی جو مدت مقرر کی گئی تھی وہ تین دن اور تین راتیں تھیں چنانچہ مفسر شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نکتہ کو اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے آپ لکھتے ہیں: "وقد دل بذكر الليالي هنا والأيام في آل عمران أن المراد ثلاثة أيام ولياليهن"[23] کہ معلوم ہوا کہ یہاں سے اصل مراد تین دن اور تین راتیں ہیں۔

مثال سوم: قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی۔ اس بشارت کے یہ الفاظ قرآن میں منقول ہیں" فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ "[24] اس بشارت میں" حَلِيمٍ "کے الفاظ میں اشارہ تھا کہ یہ بچہ بڑی عمر کو پہنچے گا اور اس وقت حلیمی کا مظاہرہ کرے گا چنانچہ ان الفاظ سے اس نکتہ کو امام شوکانی نے اخذ کیا ہے آپ لکھتے ہیں:" **ومعنى حليم أن يكون حليما عند كبره، فكأنه بشر ببقاء ذلك الغلام حتى يكبر ويصير حليما؛ لأن الصغير لا يوصف بالحلم. قال الزجاج: هذه البشارة تدل على أنه مبشر بابن ذكر، و أنه يبقى حتى ينتهي في السن، ويوصف بالحلم** ۔"[25] کہ حلیم کے الفاظ بتاتے ہیں وہ بڑا ہو کر حلیم ثابت ہو گا گویا کہ آپ کو بشارت دی گئی تو وہ لڑکا بڑا ہو گا اور بڑی عمر میں حلیمی کا اظہار کرے گا کیونکہ چھوٹے بچے کو حلیمی کے وصف سے متصف نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ زجاج کہتے ہیں کے بشارت کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ پیدا ہونے والا لڑکا ہو گا نہ کہ لڑکی۔ نیز وہ بڑی عمر کو پہنچے گا اور پھر حلیم الطبع ثابت ہو گا۔

تیسری قسم: الفاظ کے تکرار سے استنباطات

علوم القرآن کی اس قسم سے متعلق استنباطات امام شوکانی رحمہ اللہ کے یہاں سب سے کم پائے جاتے ہیں بلکہ شاید صرف تین مقامات پر اس نوعیت کا استنباط کیا گیا ہے ان تینوں کو بطور مثال یہاں رقم کیا جاتا ہے۔

مثال اول: متقین کی صفات ذکر کرنے کے بعد بعد اللہ تعالی فرماتے ہیں:" أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ "[26] یہاں" أُولَٰئِكَ "کلمہ دو دفعہ ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ امام شوکانی یہ بتاتے ہیں کہ "أُولَٰئِكَ" اسم اشارہ کا تکرار بتاتا ہے کہ ہدایت اور فلاح دو مستقل چیزیں ہیں جو الگ الگ اپنی پہچان رکھتی ہیں.[27]

مثال دوم: سورۃ القمر میں آیت" وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ "[28] بہ تکرار آئی ہے۔ اس تکرار کی وجہ بتاتے ہوئے مفسر شوکانی لکھتے ہیں کہ شاید اس سے مقصود یہ بتانا ہے کہ قرآن اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے لہذا کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس نعمت کی قدر دانی کے حوالے سے غفلت کا مظاہرہ کرے۔[29]

مثال سوم: سورۃ الناس میں "الناس" کا لفظ تکرار کے ساتھ آیا ہے اس مکرر ذکر سے بھی امام شوکانی نے ایک مفید نکتہ اخذ کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:" **(مَلِكِ النَّاسِ) عطف بيان جيء به لبيان أن ربيته سبحانه ليست كربية سائر الملاك لما تحت أيديهم من مماليكهم، بل بطريق الملك الكامل، والسلطان القاهر. (إِلَٰهِ النَّاسِ) هو أيضا عطف بيان كالذي قبله؛ لبيان أن ربوبيته وملكه قد انضم**

إليهما المعبودية المؤسسة على الألوهية المقتضية للقدرة التامة على التصرف الكلي بالاتحاد والإعدام، و أيضا الرب قد يكون ملكا وقد لا يكون ملكا، كما يقال: رب الدار، ورب المتاع، ومنه قوله:(اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ) فبين أنه ملك الناس، ثم الملك قد يكون إلها وقد لا يكون، فبين أنه إله؛ لأن اسم الإله خاص به لا يشاركه فيه أحد، و أيضا بدأ باسم الرب وهو اسم لمن قام بتدبيره وإصلاحه من أوائل عمره إلى أن صار عاقلا كاملا، فحينئذ عرف بالدليل أنه عبد مملوك فذكر أنه ملك الناس، ثم لما علم أن العبادة لازمة له واجبة عليه، و أنه عبد مخلوق، وأن خالقه إله معبود بين سبحانه أنه إله الناس. وكرر لفظ الناس في الثلاثة المواضع؛ لأن عطف البيان يحتاج إلى مزية الإظهار، ولأن التكرير يقتضي مزيد شرف الناس"[30]

کہ "رب الناس" کے بعد "ملک الناس" کے الفاظ میں دراصل لفظ "رب "کی مزید وضاحت ہے کیونکہ " ملک الناس" کے الفاظ عطف بیان ہیں جو معطوف علیہ (مبین) کی وضاحت کر رہے ہیں لہذا ان الفاظ کے ذریعے بتایا جارہا ہے کہ اللہ لوگوں کی پرورش کرتا ہے۔ مگر اللہ کی ربوبیت دیگر بادشاہوں کی طرح نہیں۔ دنیا کے بادشاہ بھی اپنی عوام کی پرورش کرتے ہیں مگر اللہ تو سلطان کامل اور غالب و قاہر بادشاہ ہے اس کے بعد "الہ الناس" کے الفاظ بھی ما قبل کی وضاحت کے لیے آئے ہیں۔ لہذا بتایا جارہا ہے کہ اللہ لوگوں کا رب' بادشاہ اور الہ و معبود بھی ہے۔ رب یعنی پالنے والا کبھی بادشاہ ہو بھی سکتا ہے اور کبھی نہیں جیسے رب الدار اور رب المتاع۔ جیسے قرآن مجید میں بھی رب کا لفظ یہود و نصاریٰ کے علماء کے لئے استعمال ہوا ہے اور وہ قطعاً بادشاہ نہ تھے۔ آیت کریمہ ہے" اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ "[31]

ان آیات نے بتایا کہ اللہ رب بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے پھر اسی طرح بادشاہ معبود بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی مگر ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ اللہ بادشاہ، الہ و معبود بھی ہے کیونکہ اسم "الالہ" اللہ کے ساتھ خاص ہے جس میں کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں۔ یہاں آغاز میں اللہ کا نام "الرب" آیا ہے۔ اور رب اسے کہتے ہیں جو اپنے مربوب کی ابتدائے عمر سے لے کر عاقل کامل ہونے تک پرورش کرے۔ لہذا معلوم ہوا کہ مربوب عبد مملوک یعنی غلام ہے تو رب بادشاہ بھی ہوا۔ لہذا اس کے بعد "ملک الناس" کے الفاظ آئے پھر جب معلوم ہو گیا کہ مربوب عبد ہے تو عبادت اس کے لئے لازم ہو گئی اور جس کی عبادت کی جائے اسے الہ و معبود کہتے ہیں۔ لہذا "ملک الناس " کے بعد "الہ الناس" کے الفاظ آئے ہیں۔ "الناس" کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تین صفات ذکر ہوئی ہیں یعنی بہ تکرار

بتایا گیا ہے کہ اللہ لوگوں کا رب ہے لوگوں کا بادشاہ ہے اور لوگوں کا الہ و معبود ہے۔ اس تکرار سے "الناس" یعنی انسانیت کی عظمت کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔

خلاصہ بحث

تفسیر شوکانی میں سب سے زیادہ استنباطات علوم القرآن سے تعلق رکھتے ہیں اور علوم القرآن کی تین اقسام سے متعلق استنباطات اس تفسیر میں آئے ہیں یعنی مناسبات، قصص قرآنی اور الفاظ کا تکرار۔ تفسیر فتح القدیر میں ان کی تعداد بھی اسی ترتیب کے ساتھ ہے یعنی سب سے زیادہ استنباطات کا تعلق پہلی قسم سے، اس کے بعد دوسری اور تیسری قسم سے ہے۔ اس سے امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کی وسعت علمی اور فہم کی دقت و گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

1 الاعراف:7:150

Al-Àrāf, 7: 150.

2 الشوکانی، محمد بن علی، امام، **فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر**،(منصورہ: دار الوفاء، 1415)،2:248۔
Al-Shawkānī, Muḥammad ibn Ali, *Fateh al-Qadīr al-Jami 'baīn Fanī Al-Riwāyaḥ wa Al-Dirāyaḥ Min Ilam Al-Tafsīf,*(Manṣūra: Dār al-Wafā', 1415), 2: 248.

3 البقرۃ:2:207

Al-Baqaḥraḥ, 2:209.

4 الشوکانی،، **فتح القدیر**، 1:209۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,1*: 209.

5 غافر:13:40

Al-Ghāfir, 13:40

6 الشوکانی، **فتح القدیر**، ج:4ص:484۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,4*: 484.

7 النحل:16:97-98۔

Al-Nahl, 16: 97-98.

8 الشوکانی، **فتح القدیر**، ج:3ص:193۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,3*: 193.

9 العنکبوت:29:59-60

Al-Ankabut, 29: 59-60.

10 الشوکانی، فتح القدیر، ج:4ص:211۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,4*: 211.

11 النساء: 4: 15

Al-Nisā, 4: 15.

12 الشوکانی، فتح القدیر، ج:1، ص:437۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,1*: 437.

13 الذریات:51:7-8

Al-Zāriyāt, 51: 7-8

14 الشوکانی، فتح القدیر، ج:5، ص:83۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,5*: 83.

15 المؤمنون:23:117-118

Al-Mômiüun, 23: 117-118.

16 المؤمنون:23:99-100

Al-Mômiüun, 23: 99-100.

17 الشوکانی، فتح القدیر، ج:3، ص:501.

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,3*: 501.

18 الشوکانی، فتح القدیر، ج:3، ص:435۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,3*: 435.

19 یونس:10:85-86

Yunus, 10: 85−86.

20 الشوکانی، فتح القدیر، ج:2، ص:466۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,2*: 466.

21 مریم:19:10

Maryam, 19: 10.

22 ٰال عمران:3:41۔

Āl-'Imrān, 3: 41.

23 الشوکانی، فتح القدیر، ج:3، ص:324۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,3*: 324.

24 الصفت:37:101

Āl-Safat,37: 101.

25 الشوکانی، فتح القدیر، ج:4، ص:304۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,4*: 304.

[26] البقرہ:2:5

Al-Baqaḥraḥ, 2: 5.

[27] الشوکانی، **فتح القدیر**،ج:1،ص:37-38۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,1*: 37-38.

[28] القمر:54:17

Al-Qamar, 54: 17.

[29] الشوکانی، **فتح القدیر**،ج:5،ص:127۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,5*: 127.

[30] الشوکانی، **فتح القدیر**،ج:5،ص:522۔

Al-Shawkānī, *Fateh al-Qadīr,5*: 522.

[31] التوبۃ:9:21

Al-Tauba, 9: 21.